متعلق جو مجھے علم ہے اس سے درگذر کر لو۔ [1]

زیارت قبور کا بیان

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

زیارت قبور میں علماء کا اختلاف ہے، علامہ حازمی نے کہا ہے کہ تمام اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ مردوں کے لیے قبروں کی زیارت کرنے کی اجازت ہے، علامہ ابن عبدالبر مالکی نے کہا ہے کہ قبروں کی زیارت کرنے کا حکم عام ہے، جیسے پہلے قبروں کی زیارت سے ممانعت عام تھی، پھر جب یہ عام ممانعت منسوخ ہو گئی تو مردوں اور عورتوں کے لیے قبروں کی زیارت کرنا جائز ہو گیا، زیارت قبور کی اباحت اور جواز پر بہ کثرت احادیث مروی ہیں:

۱۔ امام مسلم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب قبروں کی زیارت کیا کرو۔

۲۔ امام ترمذی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اس کے یہ الفاظ ہیں: میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا، اب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس کی ماں (رضی اللہ عنہا) کی قبر کی اجازت دے دی گئی ہے، سو اب قبروں کی زیارت کیا کرو کیوں کہ یہ آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔

۳۔ امام ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب قبروں کی زیارت کیا کرو، کیونکہ یہ دنیا میں آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔

۴۔ امام ابن ابی شیبہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے سے منع فرمایا تھا، پھر فرمایا قبروں کی زیارت کیا کرو اور کوئی بری بات نہ کہنا۔

۵۔ امام ابو داؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کی پھر آپ روئے اور جو اصحاب آپ کے گرد تھے وہ بھی روئے، پھر آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کے استغفار کی اجازت طلب کی تھی رب نے مجھے یہ اجازت نہیں دی (تاکہ استغفار کرنے سے کسی کو والدہ ماجدہ کے متعلق ارتکاب معصیت کا وہم نہ ہو کیونکہ جب غیر معصوم کے لیے استغفار کیا جائے تو اس سے اس کے ارتکاب معصیت کا شبہ ہوتا ہے) پھر میں نے ان کی زیارت کی اجازت طلب کی تو مجھے اجازت مل گئی، سو تم قبروں کی زیارت کیا کرو، کیونکہ یہ موت کی یاد دلاتی ہے۔

۶۔ امام ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے زیارت قبور کی اجازت دی ہے۔

۷۔ امام طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت حبان انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یوم خیبر کو خطبہ دیا اور ان تین چیزوں کو حلال کر دیا جن سے پہلے آپ نے منع فرمایا تھا، ان کے لیے زیارت قبور، قربانی کے گوشت اور برتنوں کی اجازت دے دی۔

۸۔ امام حاکم نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: قبر کی زیارت کرو، اس سے تم کو آخرت یاد آئے گی۔

---

[1] علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۱۵ ص ۶۸۵، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۵ھ

۹۔ امام احمد نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ تم کو آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔

۱۰۔ امام احمد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قبروں کے پاس سے گذرے تو ان کی طرف منہ کر کے فرمایا السلام علیکم۔

۱۱۔ امام احمد حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ قبرستان گئے اور اہل قبور کو سلام کیا اور کہا میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو انھیں سلام کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

۱۲۔ امام ابن عبد البر سند صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ جو شخص اپنے اس مسلمان بھائی کی قبر کے پاس سے گذرتا ہے جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا اور اس کو سلام کرتا ہے تو وہ اس کو پہچان کر اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

۱۳۔ امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اللہ لعنت فرماتا ہے۔ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے، پھر کہا بعض اہل علم کا یہ نظریہ ہے کہ یہ حدیث زیارت قبور کی رخصت دینے سے پہلے کی ہے، اور جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے زیارت قبور کی رخصت دی تو اس میں مرد اور عورتیں دونوں داخل ہو گئے۔ [۱]

عورتوں کی زیارت قبور کے متعلق احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن انس بن مالك قال مر النبي صلى الله عليه وسلم بامرأة تبكي عند قبر فقال اتقي الله واصبري قالت اليك عني فانك لم تصب بمصيبتي ولم تعرفه فقيل لها انه النبي صلى الله عليه وسلم فاتت باب النبي صلى الله عليه وسلم فلم تجد عنده بوابين فقالت لم اعرفك فقال انما الصبر عند الصدمة الاولى۔ [۲]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گذرے جو قبر پر بیٹھی رو رہی تھی، آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور صبر کرو، اس نے کہا میرے پاس سے چلے جاؤ تم پر میری مصیبت نہیں آئی، اس نے آپ کو نہیں پہچانا تھا، اس کو بتایا گیا کہ یہ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں، پھر وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر گئی، وہاں اس نے دربان نہیں دیکھے، اس نے کہا میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا، آپ نے فرمایا: صبر صرف صدمہ کی ابتداء کے وقت ہوتا ہے۔

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ [۳]

اس حدیث سے وجہ استدلال یہ ہے کہ آپ نے اس عورت کو قبر کی زیارت کرنے سے منع نہیں فرمایا اور آپ کا

---

[۱] حافظ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۷۰ – ۶۹، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[۲] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۷۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[۳] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۰۲، مطبوعہ 〃 〃 ، ۱۳۷۵ھ

کسی کام کو مقرر اور ثابت رکھنا بھی بدعت ہے۔

نیز امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ نے پوچھا وہ زیارت قبر کے وقت کیا کہیں؟

قالت كيف اقول لهم يا رسول الله! قال قولي السلام على اهل الديار من المؤمنين والمسلمين ويرحم الله المستقدمين منا والمستاخرين وانا ان شاء الله بكم لاحقون۔ [1]

حضرت عائشہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں ان سے کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا تم کہو: ان مسلمان اور مومن گھر والوں پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ ہمارے پہلوں اور پچھلوں پر رحم فرمائے اور ہم ان شاء اللہ تمہارے ساتھ لاحق ہوں گے۔

نیز امام حاکم روایت کرتے ہیں:

عن عبد الله بن ابی مليكة ان عائشة اقبلت ذات يوم من المقابر فقلت لها يا ام المؤمنين من اين اقبلت قالت من قبر اخي عبد الرحمان بن ابی بكر فقلت لها اليس كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نهى عن زيارة القبور قالت نعم كان نهى ثم امر بزيارتها۔ [2]

عبد اللہ بن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عائشہ قبرستان سے آئیں، میں نے پوچھا: اے ام المومنین! آپ کہاں سے آرہی ہیں؟ آپ نے فرمایا میں اپنے بھائی عبد الرحمٰن بن ابی بکر کی قبر کی زیارت کرکے آرہی ہوں، میں نے کہا کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے سے منع نہیں فرمایا؟ انھوں نے کہا، ہاں آپ نے پہلے منع فرمایا تھا پھر آپ نے قبروں کی زیارت کرنے کا حکم دیا۔

عن حسين ان فاطمة بنت النبي صلى الله عليه وآله وسلم كانت تزور قبر عمها حمزة كل جمعة فتصلي وتبكي عنده هذا الحديث رواته عن آخرهم ثقات۔ [3]

حضرت حسین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدتنا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی ہر جمعہ کے دن زیارت کرتی تھیں، اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن عبد الله بن ابی مليكة قال توفي عبد الرحمان بن ابی بكر بالحبشي قال فحمل الى مكة فدفن فيها فلما قدمت عائشة اتت قبر عبد الرحمان بن ابی بكر فقالت وكنا كندماني جذيمة حقبة من الدهر حتى

عبد اللہ بن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد الرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہما حبشہ میں فوت ہو گئے ان کو مکہ لا کر دفن کیا گیا، جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبد الرحمٰن کی قبر پر گئیں تو فرمانے لگیں: ہم جذیمہ کے دو ساقیوں (عقیل اور مالک) کی طرح ایک عرصہ تک اس طرح ساتھ رہے کہ یہ کہا جاتا تھا کہ

---

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۱۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۱ ص ۳۷۶، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع، مکہ مکرمہ

[3] " " " " ، المستدرک ج ۱ ص ۳۷۷، " " " "

قیل لن یتصدعا فلما تفرقنا کانی ومالکا لطول اجتماع لم نبت لیلۃ معا ثم قالت واللہ لو حضرتک ما دفنت الا حیث مت ولو شھدتک ما زرتک ۔[1]

ہم کبھی جدا نہیں ہوں گے، اب جب کہ جدا گئے تو اس طویل معیت کے مقابلہ میں یوں لگتا ہے کہ میں اور مالک کبھی ایک رات بھی ساتھ نہیں رہے، (یہ ایک مشہور شعر ہے) پھر فرمایا: بہ خدا اگر میں تمہاری موت کے وقت حاضر ہوتی تو تم جہاں فوت ہوئے تھے تم کو وہیں دفن کیا جاتا اور اگر میں اس وقت حاضر ہوتی تو اب زیارت کے لیے نہ آتی۔

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن زوارات القبور ۔[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی بہ کثرت زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے زائرات پر لعنت نہیں فرمائی زوارات پر لعنت فرمائی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا مطلقاً زیارت کے لیے جانا ممنوع نہیں بکثرت جانا ممنوع ہے، کیونکہ بہ کثرت جانے سے خاوند کے حقوق ضائع ہوتے ہیں اور فتنہ اور فساد کا بھی اندیشہ ہے۔

فقہاء احناف کے نزدیک عورتوں کے لیے زیارت قبور کا حکم

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں: بعض علماء کا یہ نظریہ ہے کہ عورتوں کے لیے قبروں کی زیارت کرنا مکروہ ہے، کیونکہ ان میں صبر کم ہوتا ہے اور وہ بے صبری کا اظہار زیادہ کرتی ہیں، اور امام ابوداؤد نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ زیارت قبور کرنے والی عورتوں اور قبروں پر مسجد بنانے والوں اور چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی ہے، ایک قوم نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ زیارت قبور کی رخصت مردوں کے ساتھ خاص ہے اور عورتوں کو شامل نہیں ہے۔ علامہ ابن عبدالبر مالکی نے کہا ممکن ہے یہ حدیث بھی زیارت قبور کی رخصت سے پہلے کی ہو، جو عورتیں بناؤ سنگھار کرتی ہیں میرے نزدیک ان کا نہ جانا مستحب ہے اور جوان عورتوں کا قبروں پر جانا فتنہ سے خالی نہیں ہے اور عورتوں کے لیے اپنے گھر کی چار دیواری میں لازم رہنے سے اور کوئی چیز بہتر نہیں ہے بہت سے علماء نے نماز پڑھنے کے لیے عورتوں کے جانے کو بھی مکروہ کہا ہے تو قبرستان میں جانا تو بہ طریق اولیٰ مکروہ ہوگا، عورتوں پر جمعہ کا پڑھنا جو فرض نہیں ہے تو میرے خیال میں اس کی یہی وجہ ہے کہ ان کو گھر سے باہر نکلنے کی ممانعت ہے، جو لوگ عورتوں کے لیے زیارت قبور کے جواز کے قائل ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ عبداللہ بن ابی ملیکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک دن قبرستان سے آرہی تھیں، میں نے پوچھا اے ام المومنین آپ کہاں سے آرہی ہیں؟ آپ نے فرمایا میں اپنے بھائی عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی قبر کی زیارت کر کے آرہی ہوں، میں نے عرض کیا، کیا رسول اللہ صلی

---

[1] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۱۷۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[2] " " " " ، جامع ترمذی ص ۱۷۱، " " "

اللہ علیہ وسلم نے قبور کی زیارت سے منع نہیں فرمایا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! پہلے حضور نے منع فرمایا تھا بعد میں آپ نے زیارت قبر کا حکم فرمایا۔"

بعض علماء نے بوڑھی اور جوان عورتوں میں فرق کیا ہے، اور صرف زیارت اور مردوں سے اختلاط میں فرق کیا ہے، علامہ قرطبی مالکی نے کہا جوان عورتوں کا زیارت قبور کے لیے جانا حرام ہے، اور رہیں بوڑھی عورتیں تو ان کا زیارت قبور کے لیے جانا جائز ہے، بشرطیکہ وہ مردوں سے اختلاط نہ کریں، اور ان شاء اللہ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہوگا۔ نیز علامہ قرطبی نے کہا ہے کہ جامع ترمذی کی روایت میں زوّارات (بہت زیادہ زیارت کرنے والیوں) پر لعنت ہے اور زوّارات مبالغہ کا صیغہ ہے، اس کا معنی ہے جو بکثرت زیادہ قبور کے لیے جاتی ہوں، اس کا مطلب یہ ہے کہ کبھی کبھی زیارت قبور کرنے والی عورتوں پر لعنت نہیں ہے اور نہ ان کی ممانعت ہے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ عورتوں کو بکثرت زیارت کرنے سے اس لیے منع کیا ہے کہ ان کے قبرستان میں زیادہ جانے سے خاوند کے حقوق ضائع ہوتے ہیں، ان کی پوشیدہ زینتوں کا اظہار ہوتا ہے اور عورتوں کا باہر نکلنا مشہور ہو جاتا ہے۔ اور اس میں ان لوگوں کے ساتھ تشبہ ہوتا ہے جو قبروں کی تعظیم کی وجہ سے قبروں کے ساتھ لازم رہتے ہیں، اور عورتوں کے قبروں پر جانے سے ان کے رونے، چلانے اور واویلا کرنے کا بھی خدشہ ہے، اس کے علاوہ اور بھی خرابیاں ہیں (مثلاً عورتوں کے زیادہ آنے جانے سے لوگ بھی فتنہ میں مبتلا ہوتے ہیں اور عورتوں کی عزت اور ناموس کو بھی خطرہ ہوتا ہے۔) اس اعتبار سے زائرات اور زوّارات (کبھی کبھی زیارت کرنے والیوں اور بہت زیادہ زیارت کرنے والیوں) میں فرق کیا جا سکتا ہے۔

"توضیح" میں مذکور ہے کہ حضرت بریدہ کی حدیث میں زیارت قبور کی ممانعت کے منسوخ ہونے کی تصریح ہے، اور ظاہر یہ ہے کہ شعبی اور نخعی کو اجازت کی احادیث نہیں پہنچیں، اور شارع علیہ السلام سال کی ابتداء میں شہداء کی قبروں پر جاتے تھے اور فرماتے تھے:

السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔ تمہارے صبر کی وجہ سے تم پر سلام ہو اور دار آخرت کیا ہی اچھا ہے!

اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی اسی طرح کرتے تھے اور حضرت شارع علیہ السلام نے ایک ہزار اصحاب کے ساتھ فتح مکہ کے دن اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کی، ابن ابی الدنیا نے اس روایت کو بیان کیا ہے، اور امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی، حضرت ابن مسعود اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے زیارت قبور کی اجازت روایت کی ہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہر جمعہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرتی تھیں، اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنے والد کی قبر کی زیارت کرتے تھے، وہاں ٹھہرتے اور ان کے لیے دعا کرتے، اور امام عبد الرزاق نے بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی قبر کی زیارت کرتی تھیں اور ان کی قبر مکہ میں تھی، ابن ابی حبیب نے کہا ہے کہ قبروں کی زیارت کرنے، وہاں بیٹھنے اور قبروں کے پاس سے گزرتے وقت سلام کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ افعال کیے ہیں، امام مالک سے زیارت قبور کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس سے منع کیا تھا پھر اس کی اجازت دے دی، سو اگر انسان ایسا کرے اور صرف نیک کلمات کہے تو میرے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ نیز توضیح

میں مذکور ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کی زیارت کے استحباب پر تمام امت کا اجماع ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی سفر سے آتے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مکرم پر آتے اور عرض کرتے:

السلام علیک یا رسول اللہ ، السلام علیک یا ابا بکر ، السلام علیک یا ابتاہ۔

صرف ابتداء اسلام میں زیارت قبور سے منع کیا گیا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت بتوں کی عبادت اور قبروں پر سجدہ کرنے کا رواج قریب تھا اور لوگ نئے نئے اس عہد سے نکلے تھے اور جب لوگوں کے دلوں میں اسلام مستحکم اور قوی ہو گیا اور قبروں کی عبادت کرنے اور ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا خطرہ نہیں رہا تو آپ نے قبروں کی زیارت کی ممانعت کو منسوخ کر دیا، کیونکہ اس سے آخرت کی یاد آتی ہے اور دنیا سے بے رغبتی ہوتی ہے اور طاؤس سے منقول ہے کہ دفن کے بعد لوگ سات دن تک قبر سے جدا نہ ہونے کو مستحب قرار دیتے تھے کیونکہ مردوں سے قبروں میں سات دن حساب اور آزمائش ہوتی ہے۔

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ عورتوں کا قبروں کی زیارت کرنا مکروہ ہے بلکہ اس زمانہ میں حرام ہے، خصوصاً شہر کی عورتوں کا جانا حرام ہے، کیونکہ وہ بطور فتنہ اور فساد نکلتی ہیں (یعنی بہت زیادہ خوشبو لگا کر اور میک اپ کر کے نکلتی ہیں اور راستہ میں آنے جانے والے مردان کو دیکھتے ہیں اور ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں) زیارت قبور کی اجازت تو صرف اس لیے دی گئی ہے کہ لوگ آخرت کو یاد کریں، ماضی کی بداعمالیوں پر غور کر کے ان سے بچیں اور توبہ کریں اور دنیا سے دل نہ لگائیں۔ [1]

علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی لکھتے ہیں:

وقیل تحرم علی النساء والاصح ان الرخصۃ ثابت لهما۔ [2]

ایک قول یہ ہے کہ عورتوں کا زیارت قبور کے لیے جانا حرام ہے اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے رخصت ثابت ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

ایک قول یہ ہے کہ عورتوں کا قبروں کی زیارت کرنا حرام ہے، اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ عورتوں کے لیے بھی قبروں کی زیارت جائز ہے، (البحر الرائق) اور شرح المنیۃ میں لکھا ہے کہ یہ مکروہ ہے، علامہ خیر الدین رملی نے کہا ہے کہ اگر عورتیں غم کی تجدید، مردے کی خوبیاں بیان کرنے اور رونے اور واویلا کرنے کے لیے جائیں تو یہ جائز نہیں ہے، اور حدیث میں زوارات قبور پر جو لعنت کی گئی ہے وہ اسی پر محمول ہے اور اگر رونے اور واویلا کرنے کے بجائے اعتبار آخرت اور میت پر دعا کرنے کے لیے جائیں یا صالحین کی قبروں کی زیارت سے برکت حاصل کرنے کے لیے جائیں تو بوڑھی عورتوں کے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور جوان عورتوں کے لیے جانا مکروہ ہے، جس طرح جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے عورتوں کے مسجدوں میں جانے کا حکم ہے اور یہ بہت اچھی توفیق ہے۔ [3]

---

[1] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۷۰۔ ۶۹، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

[2] علامہ زین الدین ابن نجیم مصری حنفی متوفی ۹۷۰ھ، البحر الرائق ج ۲ ص ۱۹۵، مطبوعہ مطبعۃ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ھ

[3] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۸۴۳، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

فقہاء حنبلیہ کے نزدیک عورتوں کے لیے زیارت قبور کا حکم

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: عورتوں کے لیے زیارت قبور کرنے میں امام احمد سے مختلف روایات ہیں، ایک روایت کراہت کی ہے، کیونکہ امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ ہم کو زیارت قبور سے منع کیا گیا ہے اور ہم پر اس کی تاکید نہیں کی، اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ زوارات قبور پر لعنت فرماتا ہے (یعنی قبر کی بہت زیادہ زیارت کرنے والیوں پر) یہ صحیح حدیث ہے اور یہ عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے، اور ممانعت کا منسوخ ہونا مردوں اور عورتوں دونوں کو عام ہے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ممانعت کا منسوخ ہونا مردوں کے ساتھ مخصوص ہو، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مردوں کو زیارت قبور کی اجازت دینے کے بعد عورتوں پر لعنت فرمائی ہو اس لیے عورتوں کی زیارت قبر کا معاملہ رخصت اور ممانعت کے درمیان دائر ہے، اس لیے اس کا کم از کم حکم کراہت ہے، نیز عورت صبر کم کرتی ہے اور بے صبری اور بے قراری زیادہ کرتی ہے اور جب وہ قبر کی زیارت کرے گی تو اس کا غم جوش میں آ ئے گا اور موت کی یاد اس کے دل و دماغ میں تازہ ہو جائے گی، اس لیے یہ اندیشہ ہے کہ عورت زیارت قبر کے وقت کسی ناجائز امر کا ارتکاب کرے گی، اس کے برعکس مرد سے یہ خدشہ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عورتوں کو بالخصوص نوحہ کرنے، بال نوچنے، گریبان پھاڑنے، مُردے کی خوبیاں بیان کرنے اور واویلا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

امام احمد سے دوسری روایت یہ ہے کہ عورتوں کا قبروں کی زیارت کرنا مکروہ نہیں ہے، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عام ہے: "میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب قبروں کی زیارت کیا کرو" یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ پہلے ممانعت کی گئی تھی، اور پھر یہ ممانعت منسوخ کر دی گئی، اور اس کے عموم میں مرد اور عورتیں دونوں داخل ہیں، اور ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا آپ کہاں سے آ رہی ہیں؟ آپ نے کہا اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی قبر سے، میں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے زیارت قبور سے منع فرمایا ہے، آپ نے فرمایا: ہاں منع کیا تھا پھر آپ نے قبروں کی زیارت کا حکم دیا، اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ نے اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کی اور حضرت عائشہ نے یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: اگر میں اس کے جنازہ پر حاضر ہوتی تو اس کی زیارت نہ کرتی۔ [۱]

فقہاء شافعیہ کے نزدیک عورتوں کے لیے زیارت قبور کا حکم

علامہ شیرازی شافعی لکھتے ہیں: عورتوں کے لیے قبروں کی زیارت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے: اللہ تعالیٰ زوارات قبور پر لعنت فرماتا ہے۔ [۲]

علامہ نووی اس عبارت کی شرح میں لکھتے ہیں:

مصنف اور صاحب البیان نے یہ لکھا ہے کہ عورتوں کے لیے قبروں کی زیارت کرنا جائز نہیں ہے، اور اس

۱۔ علامہ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ ھ، المغنی ج ۲ ص ۲۲۶، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۴۰۵ ھ

۲۔ شیخ ابواسحاق شیرازی متوفی ۴۵۵ ھ، المہذب مع شرح المہذب ج ۵ ص ۳۰۹، مطبوعہ دارالفکر بیروت

حدیث سے بھی ظاہر ہوتا ہے، لیکن یہ مذہب شاذ ہے، جمہور کا اس پر اتفاق ہے کہ عورتوں کے لیے قبروں کی زیارت کرنا مکروہ تنزیہی ہے، علامہ رویانی نے البحر میں دو قول ذکر کیے ہیں: (۱) مکروہ تنزیہی ہے جیسا کہ جمہور نے کہا ہے۔ (۲) بلاکراہت جائز ہے۔

میرے نزدیک یہی قول زیادہ صحیح ہے بہ شرطیکہ فتنہ کا خدشہ نہ ہو، صاحب المستظہری نے لکھا ہے میرا یہ نظریہ ہے کہ اگر عورتیں غم تازہ کرنے کے لیے اور اپنی رسم اور رواج کے مطابق مردے کی خوبیاں بیان کرنے اور نوحہ کرنے کے لیے قبروں پر جائیں تو وہ حرام ہے اور حدیث میں زیارت قبر کرنے والی عورتوں پر جو لعنت کی گئی ہے وہ اسی پر محمول ہے، اور اگر مردے کی خوبیاں بیان کرنے اور نوحہ کرنے کے بغیر وہ صرف اعتبار آخرت کے لیے قبروں پر جائیں تو پھر یہ مکروہ تنزیہی ہے، البتہ بوڑھی اور غیر مشتہات عورتوں کا جانا بلاکراہت جائز ہے، جس طرح جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے عورتوں کے مسجد میں جانے کا حکم ہے، علامہ رویانی کا یہ قول مستحسن ہے اس کے باوجود احتیاط اس میں ہے کہ ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہوئے بوڑھی عورتیں بھی قبروں پر نہ جائیں۔

حدیث میں ہے "میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب زیارت کیا کرو"، علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا اس اجازت میں عورتیں بھی داخل ہیں یا نہیں؟ ہمارے اصحاب کا مختار یہ ہے کہ عورتیں مردوں کے ضمن میں داخل نہیں ہیں، باقی رہا یہ امر کہ عورتوں کا قبروں کی زیارت کرنا حرام نہیں ہے، اس پر یہ دلیل ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گذرے جو قبر پر بیٹھی ہوئی رو رہی تھی، آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور صبر کرو (صحیح بخاری و صحیح مسلم) اور اس سے وجہ استدلال یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو زیارت قبر سے منع نہیں فرمایا، اور امام مسلم سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ جب میں قبر کی زیارت کروں تو کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا یہ کہو: اہل الدیار مومنوں اور مسلموں پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ ہمارے پہلوں اور پچھلوں پر رحم فرمائے اور بے شک ہم تمہارے ساتھ لاحق ہونے والے ہیں۔ [۱]

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

عورتوں کے لیے زیارت قبر میں اختلاف ہے، اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ اذن زیارت کے عموم میں عورتیں بھی داخل ہیں، بشرطیکہ وہ فتنہ سے مامون ہوں، اس کی تائید حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گذرے جو قبر پر رو رہی تھی: الحدیث (صحیح بخاری) وجہ استدلال یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبر پر بیٹھنے سے منع نہیں فرمایا اور آپ کی تقریر حجت ہے، نیز امام حاکم نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے دیکھا حضرت عائشہ اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی قبر کی زیارت کر کے آئیں، ان سے کہا گیا کہ کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں فرمایا؟ حضرت عائشہ نے فرمایا: ہاں! آپ نے منع فرمایا تھا، پھر آپ نے زیارت قبور کا حکم دیا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ اجازت مردوں کے ساتھ خاص ہے اور عورتوں کو زیارت قبور کی اجازت نہیں ہے۔ شیخ ابو اسحاق صاحب مہذب نے اسی پر اعتماد کیا ہے، کیونکہ امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے

---

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب ج ۵ ص ۳۱۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت

زوّارات قبور پر لعنت کی ہے، جو علماء مکروہ کہتے ہیں ان میں یہ اختلاف ہے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے یا مکروہ تنزیہی ہے، علامہ قرطبی نے کہا ہے کہ زوّارات مبالغہ کا صیغہ ہے اس کا معنی ہے "بہت زیادہ زیارت کرنے والیاں" اس کی وجہ یہ ہے کہ جو عورت بہت زیادہ قبروں کی زیارت کے لیے جائے گی وہ اپنے خاوند کے حقوق کی ادائیگی سے قاصر رہے گی، اور ان سے بے صبری کا اظہار بھی ہوتا ہے اور جب یہ موانع نہ ہوں تو ان کو زیارت سے منع کرنے کی کوئی وجہ نہیں، کیونکہ مرد اور عورت دونوں کو موت کی یاد کی ضرورت ہے۔ [1]

فقہاء مالکیہ کے نزدیک عورتوں کے لیے زیارت قبور کا حکم

علامہ دسوقی مالکی لکھتے ہیں:

مدخل میں عورتوں کی زیارت قبور کے متعلق تین قول ذکر کیے گئے ہیں۔ (۱) ممنوع ہے، (۲) جن عورتوں کے متعلق یہ معلوم ہو کہ وہ شرعی حدود کے مطابق جائیں گی ان کے لیے جائز ہے، آج اس کے برعکس معاملہ ہے۔ (۳) بوڑھی عورتوں کے لیے جائز ہے اور جوان عورتوں کے لیے منع ہے علامہ ثعلبی نے بھی اس تیسرے قول پر اعتماد کیا ہے، ان کی عبارت یہ ہے: بوڑھی عورتوں کے لیے زیارت قبور مباح ہے اور وہ جوان عورتیں جن سے فتنہ کا خدشہ ہو ان کے لیے زیارت قبور کرنا منع ہے۔ [2]

علامہ صاوی مالکی نے بھی مدخل کے حوالے سے ان تین اقوال کو بیان کیا ہے۔ [3]

علامہ حطاب مالکی لکھتے ہیں:

عالم کو چاہیے کہ عورتوں کو زیارت قبر کے لیے جانے سے منع کرے خواہ وہ اپنے عزیز کی قبر پر جائے، (اس کے بعد انہوں نے مذکور الصدر تین قول ذکر کیے پھر لکھتے ہیں:) یہ اختلاف اس زمانہ کے فساد کی وجہ سے تھا، لیکن اس زمانہ میں عورتوں کے نکلنے کے متعلق معاذ اللہ کوئی عالم اس کا قول نہیں کر سکتا، یا جس شخص میں بھی حمیت دینی ہو وہ زیارت قبور کے لیے عورتوں کے جانے کو جائز نہیں کہہ سکتا۔ [4]

خلاصہ بحث

احادیث کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کا کبھی کبھی زیارت قبور کے لیے جانا جائز ہے بہ شرطیکہ عورتیں پردے میں جائیں غیر شرعی امور کا ارتکاب نہ کریں، مذاہب اربعہ کے فقہاء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے، بعض نے اس کو ناجائز کہا، بعض نے مکروہ تحریمی، بعض نے مکروہ تنزیہی اور بعض نے کہا یہ بلا کراہت جائز ہے، اور اکثر فقہاء کا مختار یہ ہے کہ جوان عورتیں نہ جائیں اور بوڑھی اور غیر مشتہات عورتیں جا سکتی ہیں بہ شرطیکہ مردے کی خوبیاں بیان نہ کریں اور واویلا نہ کریں۔

"کون کہاں مرے گا؟ اور کل کیا ہو گا؟" اس کے علم کی تحقیق

حدیث نمبر ۹۴۰۴، میں ہے: حضرت عمر نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۱۔ علامہ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۳ ص ۱۴۹، ۱۴۸، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

۲۔ شیخ شمس الدین محمد بن عرفہ دسوقی مالکی متوفی ۱۲۱۹ھ، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ج ۱ ص ۴۲۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت

۳۔ علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی متوفی ۱۲۲۳ھ، حاشیۃ الصاوی علی شرح الصغیر للدردیر ج ۱ ص ۵۷۴، مطبوعہ دار المعارف مصر، ۱۹۷۴ء

۴۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن محمد الحطاب المغربی مالکی متوفی ۹۵۴ھ، مواہب الجلیل ج ۲ ص ۲۳۷، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

جنگ بدر سے ایک دن پہلے ہمیں کفار بدر کے گرنے کی جگہیں بتادیں، آپ فرمارہے تھے کہ ان شاء اللہ کل فلاں یہاں گرے گا، حضرت عمر نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گرنے کی جو حد بتائی تھی وہ اس سے بالکل متجاوز نہیں ہوئے۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم عطا فرمایا کہ کل کیا ہوگا اور یہ بھی علم عطا فرمایا ہے کہ کون کس جگہ مرے گا۔ قرآن مجید میں ہے:

وماتدری نفس ماذا تکسب غدا ط وماتدری نفس بای ارض تموت۔ (لقمان ٣٤) کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کہاں مرے گا۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بتلائے کے بغیر از خود کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا اور کون کہاں مرے گا ورنہ اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قسم کی بکثرت جزئیات کا علم تھا، صحیح بخاری میں ہے آپ نے فرمایا: "کل میں جھنڈا اس کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ فتح عطا فرمائے گا"۔

سماع موتیٰ کی تحقیق

نیز اس حدیث میں ہے کفار بدر کی لاشوں کو کنوئیں میں اوپر تلے ڈال دیا گیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے اور فرمایا: اے فلاں بن فلاں! کیا تم نے اللہ اور اس کے رسول کے کیے ہوئے وعدہ کو حق پالیا؟ حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ! آپ ان جسموں سے کیسے بات کر رہے ہیں جن میں روحیں نہیں ہیں! آپ نے فرمایا میں جو کچھ کہہ رہا ہوں تم اس کو ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو، البتہ وہ میری بات کا جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔

علامہ ابی مالکی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ مازری نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث کے ظاہر کو دیکھ کر بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ قبر میں مردہ سنتا ہے، اور محققین کا یہ نظریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خرق عادت سے ان لوگوں میں ان کی روحوں کو لوٹا دیا تھا، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث کے ظاہری الفاظ کا انکار کیا، اور اس میں یہ تاویل کی وہ سن نہیں رہے بلکہ اب وہ جان رہے ہیں کہ میں ان سے جو کچھ کہتا تھا وہ حق تھا، اور سماع موتیٰ کو ماننے سے علوم بدیہیہ زائل ہو جاتے ہیں، قاضی عیاض نے کہا کفار بدر کا سننا سماع موتیٰ کے طریقہ پر محمول ہے جس طرح عذاب قبر اور میت سے سوال کے متعلق حدیثوں میں ہے اور یہ سماع اس وقت متحقق ہوگا جب میت کے جسم یا اس کے کسی جز میں روح لوٹا دی جائے (علامہ ابی کہتے ہیں) یہ دعویٰ کرنا کہ بغیر روح لوٹانے کے مردہ سنتا ہے، علوم بدیہیہ سے اعتماد کو زائل کر دیتا ہے، جیسا کہ علامہ مازری نے بیان کیا ہے اور اس تقریر سے اختلاف دور ہو جاتا ہے، کیونکہ جو سماع موتیٰ کا انکار کرتے ہیں ان کا مطلب ہے بغیر اعادہ روح کے مردہ نہیں سنتا، اور جو سماع موتیٰ کے قائل ہیں ان کا مطلب ہے کہ جب مردے کے جسم یا اس کے کسی جز میں روح لوٹا دی جائے تو وہ سنتا ہے۔ [1]

علامہ سنوسی اس بحث میں لکھتے ہیں:

---

[1] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ٨٢٨ھ، اکمال اکمال المعلم ج ٧، ص ٢٣٥، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا سماع موتیٰ سے انکار اور اس کا جواب

امام بخاری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

ہشام کے والد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے یہ کہا گیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے اس کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے حضرت عائشہ نے کہا اللہ ابن عمر پر رحم کرے! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو صرف یہ فرمایا تھا کہ میت کو اس کے گناہوں کی وجہ سے قبر میں عذاب ہو رہا ہے اور اس کے گھر والے اب اس پر رو رہے ہیں! اور یہ ابن عمر کے اس قول کی مثل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے کنوئیں پر کھڑے ہوئے جس میں مقتولین بدر کی لاشیں تھیں، تو آپ نے ان سے کچھ فرما کر کہا میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کو یہ سن رہے ہیں، حالانکہ آپ نے یہ فرمایا تھا یہ اب اس کو جان رہے ہیں، کہ میں جو کچھ کہتا تھا وہ حق تھا، پھر حضرت عائشہ نے یہ آیت پڑھی:

انك لا تسمع الموتی۔ (نمل: ۸۰) بے شک آپ مردوں کو نہیں سناتے۔

وما انت بمسمع من فی القبور۔ (فاطر: ۲۲) جو قبروں میں ہیں، آپ ان کو سنانے والے نہیں ہیں۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سماع موتیٰ کی قائل نہیں تھیں، علامہ بدر الدین عینی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

حضرت عائشہ نے یہ آیات اپنے موقف کی تائید میں تلاوت کیں، ان آیات کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ آیات میں سماع کے پیدا کرنے کی نفی کی گئی اور سماع کو اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیدا نہیں کرتے، بدر کے کنوئیں میں اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا دیا، یہ تفسیر قتادہ نے بیان کی ہے، اور علامہ سہیلی نے یہ کہا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس موقع پر حاضر نہیں تھیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ "تم میری بات کو ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو" تو اس موقع پر انہی کی روایت معتبر ہے جنھوں نے یہ الفاظ سنے تھے، اور جب اس حالت میں ان کا جاننا ممکن ہے تو ان کا سننا بھی ممکن ہے، یا تو ان کفار نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو اپنے سر کے کانوں سے سنا تھا اور یہ اس وقت ہے جب فرشتوں کے سوال کے وقت ان کی روحیں ان کے جسموں میں لوٹا دی گئی تھیں جیسا کہ اکثر اہل سنت کا قول ہے یا انھوں نے دل اور روح کے کانوں سے سنا جیسا کہ ان لوگوں کا مذہب ہے کہ سوال صرف روح کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور روح کو جسم میں لوٹایا نہیں جاتا۔[1]

اس بحث میں امام احمد رضا کی تحقیق یہ ہے:

عرض: ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انکار سماع موتیٰ سے رجوع ثابت ہے یا نہیں؟

ارشاد: نہیں۔ وہ جو فرما رہی ہیں حق فرما رہی ہیں، وہ مردوں کے سننے کا انکار فرماتی ہیں، مردے کون ہیں، جسم، روح مردہ نہیں، اور بے شک جسم نہیں سنتا، سنتی روح ہے، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جب ام المومنین کے حضور

---

[1] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۷، ص ۹۳، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

میں سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان کی گئی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ما انتم باسمع منھم "تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں۔ ام المومنین نے فرمایا اللہ رحم فرمائے امیر المومنین پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نہیں ارشاد فرمایا، بلکہ فرمایا انھم لیعلمون بے شک وہ جانتے ہیں، امیر المومنین کو سہو ہوا، انھوں نے فرمایا ما انتم باسمع منھم تو خود ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا مردوں کے علم کا اقرار فرماتی ہیں؛ سماع سے بے شک انکار فرماتی ہیں، اور وہ بھی اس کے اُن معنی سے جو عرف میں شائع ہیں، سماع کے عرفی معنی ان آلات کے ذریعہ سے سننا اور یہ یقیناً بعد مرنے کے روح کے لیے نہیں، روح کو جسم مثالی دیا جاتا ہے، اس جسم کے کانوں سے سنتی ہے۔ پھر ام المومنین کا ان آیتوں سے استدلال اور بھی اس کو ظاہر کر رہا ہے انک لا تسمع الموتیٰ اور وما انت بمسمع من فی القبور موتیٰ کون ہیں؟ اجسام۔ قبور میں کون ہیں؟ وہی اجسام، تو پھر اجسام ہی کے سننے سے انکار ہوا۔ اور وہ یقیناً حق ہے۔ (پھر فرمایا) خود ام المومنین رضی اللہ عنہا کا طرز عمل سماع موتیٰ کو ثابت کر رہا ہے، فرماتی ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرہ میں دفن ہوئے، میں بغیر چادر اوڑھے بے حجابانہ حاضر ہوتی۔ اور کہتی انما ھو زوجی: میرے شوہر ہی تو ہیں، پھر میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہوئے، جب بھی میں بغیر احتیاط کے چلی جاتی اور کہتی انما ھما زوجی وابی میرے شوہر اور میرے باپ ہی تو ہیں، پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہوئے، تو بہت نہایت احتیاط کے ساتھ چادر سے لپٹی ہوئی حاضر ہوتی، اس طرح کہ کوئی عضو کھلا نہ رہے حیا من عمر، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شرم سے۔ تو اگر ارواح کا سمع بصر نہ مانتیں تو پھر حیا من عمر کے کیا معنی؟ (پھر فرمایا) تین باتوں میں ام المومنین کا خلاف مشہور ہے، اور ان تینوں میں غلط فہمی، ایک تو یہی سماع موتیٰ کہ وہ سماع عرفی کا جسموں کے واسطے انکار فرماتی ہیں، اور اس کو غلط فہمی سے ارواح کے سماع حقیقی پر محمول کیا جاتا ہے، دوسرے معراج کے جسدی کے بارہ میں انکار مشہور ہے کہ ام المومنین فرماتی ہیں: ما فقدت جسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسد اقدس میرے پاس سے کہیں نہ گیا حالانکہ آپ معراج منامی کے بارہ میں فرما رہی ہیں جو مدینہ منورہ میں ہوئی اور وہ معراج تو مکہ معظمہ میں ہوئی، اس وقت ام المومنین خدمت اقدس میں حاضر بھی نہ ہوئی تھیں بلکہ نکاح سے بھی مشرف نہ ہوئی تھی اُسے اس پر محمول کرنا سراسر غلطی ہے، تیسرے علم ما فی الغد کے بارہ میں ام المومنین کا قول ہے کہ جو یہ کہے کہ حضور کو علم ما فی الغد (یعنی آنے والی کل کا علم) تھا وہ جھوٹا ہے اس سے مطلق علم کا انکار نکالنا محض جہالت ہے، علم جب کہ مطلق بولا جائے خصوصاً جبکہ غیب کی طرف مضاف ہو، تو اس سے مراد علم ذاتی ہوتا ہے اس کی تشریح حاشیہ کشاف پر میر سید شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کر دی ہے اور یہ یقیناً حق ہے، کوئی شخص کسی مخلوق کے لیے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی مانے یقیناً کافر ہے۔ [1]

بَابُ ۱۳: الْاَمْرِ بِحُسْنِ الظَّنِّ بِاللّٰہِ تَعَالٰی عِنْدَ الْمَوْتِ

موت کے وقت اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھنے کا حکم

۷۱-۱ - حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا یَحْیٰی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی

[1] امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ، الملفوظ ج ۳ ص ۴۷ - ۴۴، مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور